REGD No. L. 5254 — بسم اللہ الرحمن الرحیم — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فی پرچہ ۱ر — ۱۳ر شوال ۱۳۷۶ھ

جلد ۴۵/۱۰ | ۲۴ ہجرت ۱۳۳۶ہش ۲۴ مئی ۱۹۵۷ء | نمبر ۱۲۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

ربوہ ۲۳ مئی۔ آج سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے بذریعہ ڈاک مندرجہ ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے۔

مری ۲۰ مئی۔ صحت کے متعلق دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا۔

"طبیعت اچھی ہے" الحمد للہ

کل حضور نماز والے کے لئے تشریف لائے۔ اور نماز کے بعد اپنے خدام میں بھی رونق افروز رہے۔

مری ۲۱ مئی۔ صحت کے متعلق دریافت کرنے پر آج حضور نے فرمایا:۔

"طبیعت اچھی ہے" الحمد للہ

حضور اقدس کل بھی نماز ظہر اور عصر میں تشریف لائے۔ اور نماز ول کے بعد دوستوں میں تشریف فرما رہے۔ راولپنڈی سے بھی کئی دوست تشریف لائے ہوئے تھے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۳ مئی۔ امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت تا حال اعصابی تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے بعض دفعہ بہت گھبراہٹ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

—حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو بخار سے آرام ہے۔ البتہ درد کی تکلیف ابھی باقی ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس آج مورخہ ۲۳ مئی بروز جمعرات بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں منعقد ہو رہا ہے۔ ربوہ کے خدام مغرب کی نماز مسجد مبارک میں ادا فرمائیں۔ اور اپنی اپنی تنظیم کے ساتھ اجلاس میں شمولیت فرمائیں۔ وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھیں۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ

صوبائی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دینے کا فیصلہ سراسر ناجائز اور غیر آئینی ہے

مشرقی پاکستان کے وزیر اعلےٰ مسٹر عطاء الرحمن سرکار کی طرف سے سپیکر کے فیصلہ کے خلاف احتجاج

ڈھاکہ ۲۳ مئی۔ مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ نے صوبائی اسمبلی کے سپیکر کے فیصلہ کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے۔ اور اس فیصلہ کو ناجائز اور غیر قانونی قرار دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اخباری نمائندوں کو ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ مخالف پارٹی اقلیت میں تھی۔ اور اسے یقینی طور پر شکست کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ اس نے بعض بے بنیاد اعتراضات کی بنا پر اجلاس ملتوی کرانے کی کوشش کی۔ اور سپیکر نے اس کوشش کو کامیاب بنا کر سراسر غیر آئینی کارروائی کی ہے۔ اور اس طرح متعدد اہم معاملات پر صوبہ کے نمائندوں کو غور کرنے سے روک دیا۔ آپ نے کہا ان معاملات میں خوراک کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ جس پر غور کرنا نہایت ضروری تھا۔

آپ نے خوراک کے مسئلہ کے متعلق حزب مخالف کے لیڈر مسٹر مجیب الرحمن نے جو تحریک التوا پیش کر رکھی تھی۔ ہم نے اس پر غور کرنا منظور کر لیا تھا۔ اور خود سپیکر نے جمعہ کا دن اسکے لئے مقرر کیا تھا۔ لیکن اب سپیکر کے غیر متوقع فیصلہ کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے گا۔ تازہ صورت حالات پر غور کرنے کے لئے آج متحدہ محاذ اور عوامی لیگ کی پارلیمنٹری پارٹیوں کے اجلاس ہو رہے ہیں۔

اسرائیل نے دریائے اردن سے آبپاشی کی سکیم ترک کر دینے کا وعدہ کیا تھا

اسرائیل کے ساتھ سمجھوتہ کے سلسلہ میں عرب ممالک کے رویہ کی وضاحت

دمشق ۲۳ مئی۔ شام کے وزیر اعظم نے ایک بیان میں اسرائیل کے ساتھ سمجھوتہ کے متعلق عرب ممالک کے رویہ کی وضاحت کی۔ یہ سمجھوتہ حال ہی میں اقوام متحدہ کے سکوٹری جنرل مسٹر ہمرشولڈ کی مساعی سے عمل میں آیا تھا۔ وزیر اعظم شام نے بتایا کہ یہ سمجھوتہ غیر مشروط نہیں ہے۔ عرب ممالک نے اس شرط پر یہ سمجھوتہ منظور کیا تھا۔ کہ حکومت اسرائیل دریائے اردن سے آبپاشی کرنے کی سکیم پر دوبارہ کام شروع نہ کرے گی۔ اس شرط کو اسرائیل نے منظور کر لیا تھا۔ آپ نے کہا۔ اگر اسرائیل نے اس شرط کی خلاف ورزی کی۔ تو عرب ممالک بھی اپنے رویہ کو بدلنے میں آزاد ہوں گے۔

حکومت شام بھی اشتراکی چین کی حکومت کو تسلیم کر رہی ہے

دمشق ۲۳ مئی۔ شام کی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے بتایا کہ حکومت شام عنقریب اشتراکی چین کی حکومت کو تسلیم کرنے کے فیصلہ کا اعلان کر دے گی۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے مصر کی حکومت بھی اشتراکی چین کو تسلیم کر چکی ہے۔ شام عرب ممالک میں سے دوسرا ملک ہوگا جو یہ فیصلہ کر رہا ہے۔

کشمیر کے متعلق بھارت کا رویہ سراسر غاصبانہ ہے

(دین محمد)

واشنگٹن ۲۳ مئی۔ مسئلہ کشمیر کو دوبارہ سلامتی کونسل میں پیش کرنے کے سلسلہ میں شیخ دین محمد آج پاکستان سے یہاں پہنچ گئے۔ آپ نے ایک بیان میں بتایا کہ مجھے سلامتی کونسل کی صلاحیت اور دیانتداری پر پورا اعتماد ہے۔ مجھے امید ہے کہ کونسل نے اگر اس مسئلہ کا پوری طرح جائزہ لیا۔ تو وہ اسے حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ آپ نے کہا یہ امر ناقابل تردید دلائل اور تحریری دستاویزات سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کہ کشمیر کے بارے میں بھارت کا رویہ سراسر غاصبانہ ہے۔ اور وہ قدم قدم پر عہد شکنی کی مرتکب ہوئی ہے۔ اس نے اقوام متحدہ کے فیصلوں اور قرار دادوں کو بھی کوئی وقعت نہیں دی۔

امریکی چاولوں کا تیسرا جہاز مشرقی پاکستان پہنچ گیا۔

چٹاگانگ ۲۳ مئی۔ مشرقی پاکستان کے لئے امریکی چاولوں کا تیسرا جہاز کل شام یہاں پہنچ گیا۔ یہ چاول بسرعت صوبہ کے ان اندرونی علاقوں میں بھیجا جائے گا۔ جہاں غذائی قلت کا سامنا ہے۔

عرب لیجن کو برطانیہ براہ راست امداد دیگا؟

لندن ۲۳ مئی۔ برطانوی دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے بتایا۔ کہ اس وقت تک اردن کی فوج عرب لیجن کو دول کی حکومت کی معرفت سالانہ رقم بطور امداد دی جاتی رہی ہے۔ اب یہ تجویز زیر غور ہے کہ یہ رقم براہ راست عرب لیجن کو دے دی جایا کرے۔

تصحیح: الفضل نمبر ۱۱۸ کے صفحہ اول پر ۲۲ مئی کی بجائے ۲۳ مئی کی تاریخ درج ہو گئی ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۵۶ء

امن کی کلید؟

مسٹر فرانسس دوین ڈریک کا ایک مقالہ اپریل ۱۹۵۶ء کے ریڈرز ڈائجسٹ میں شائع ہوا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ امریکہ ایک ایسا مہلک ہتھیار تیار کر رہا ہے۔ جو امن کے لئے کلید ثابت ہوگا۔ یہ ہتھیار ایک ایسا نشانہ مار ہے۔ جو تیس منٹ میں بحر اطلانتک کو عبور کر سکے گا۔ اور جس کا نام "اٹلس" ہے۔ یہ بڑے سے بڑے ہوائی جہاز سے بھی بڑا ہوگا۔ اس میں دوسری عالمگیر جنگ میں جو بمباری تمام اطراف سے ہوئی ہے۔ مجموعی طور پر اس سے بھی کہیں زیادہ قوت تباہی ہوگی۔ یہ ایک ایسا غیر معمولی ہتھیار ہے۔ کہ جب اس کا تصور ذہن میں پیدا ہوا۔ تو اسے انسانی قابلیت سے بالاتر سمجھا گیا تھا۔ اس کے باوجود اب بہت سے ہنرمند دماغ بیسیوں خفیہ معملوں میں اسے وجود میں لانے کے لئے مصروف کار ہیں۔

یہ عفریتی ہتھیار ہلاکت کے ان ہتھیاروں میں سے ایک ہے۔ جو طیاروں۔ جہازوں اور آبدوز کشتیوں سے بھی اور خشکی سے بھی دشمن پر پھینکے جا سکتے ہیں۔ یہ نشانہ مار اور اسی قسم کے دوسرے ہتھیار جو برطانیہ اور دوسرے ممالک میں تیار ہو رہے ہیں۔ معرکہ آرائی کا نقشہ ناقابل شناخت حد تک بدل کر رکھ دیں گے۔ ان میں تباہ کن طاقت اتنی زیادہ ہوگی۔ کہ مخالف جس کے پاس ایسی طاقت کا ذخیرہ موجود ہوگا۔ جنگ کرنے کا تصور بھی نہیں کرے گا۔

اس لئے امریکہ کا مقصد یہ ہے۔ کہ اس کا نشانہ مار ذخیرہ دشمن سے زیادہ نہیں۔ تو اس کے برابر ضرور ہونا چاہیئے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے۔ ایسا ہتھیار تیار کرلے۔ اس تعجیل کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ روس سے اس دوڑ میں سبقت لے جانا چاہتا ہے۔ اور اس طرح وقت کا سوال نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کمیونسٹوں کے منصوبے امریکہ سے بہت بڑے ہوں۔ یہ معلوم ہے کہ روس بھی اٹلس کے مقابلہ کا نشانہ مار تیار کرنے میں مصروف ہے۔ جس کو وہ امریکہ میں روس کے کسی مقام سے پھینک سکے۔ ایسے نشانہ مار کے دفاع کی کوئی معلومہ صورت نہیں۔ اور نہ اس کے روکنے کی کوئی صورت ہے۔ سوائے اس کے کہ دشمن کو مساوی انتقامی کارروائی کا خدشہ ہو۔ اس لئے اگر روس ایسا ہتھیار تیار کرنے میں امریکہ سے پہلے کامیاب ہو جائے۔ تو امریکہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ سوال یہ ہے۔ کہ کیا امریکہ اس دوڑ میں جیت جائیگا؟

آج کے عملی سائنس کی ترقی کے زمانہ میں انسانی باہمی عداوت کی موجودگی میں ترقی یافتہ قومیں اسی انداز سے سوچ سکتی ہیں۔ تاہم ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ جس کا تجربہ اور مشاہدہ جنگ خو انسان ابتداء ہی سے کرتا آیا ہے۔ اور اپنے دشمنوں کو بالکل نیست و نابود کرنے کا جذبہ ایک قدیم جذبہ ہے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں متحارب اقوام ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے لئے مرور زمانہ کے ساتھ کاری سے کاری ہتھیار دریافت کرنے کی کوشش کرتی رہی ہیں۔

شروع میں تو مکہ بازی لکہ بازی تھی۔ پھر لٹھ بازی اور پھر سنگ اندازی اس کے بعد تیر اندازی اور جب لوہا دریافت ہوا۔ تو برچھا۔ بھالا۔ تلوار اور خنجر ایجاد ہوئے۔ آہستہ آہستہ جوں جوں انسان قدرت کی طاقتوں پر تصرف حاصل کرتا گیا۔ بندوق۔ توپ اور اب بم سے "اٹلس" جیسے مہلک ہتھیاروں پر پہنچ گیا ہے۔

جیسا کہ مسٹر ڈریک کا خیال ہے۔ زیادہ سے زیادہ تباہ کن ہتھیاروں کی دوڑ اب اسی لئے ہو رہی ہے۔ کہ دنیا کو ٹوٹل (کلی) تباہی کے خوف سے جنگ سے باز رکھا جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسٹر ڈریک نے "اٹلس" کو امن کی کلید کا خطاب دیا ہے۔

مسٹر ڈریک کا خیال ہے۔ جب دشمن ملکوں کے پاس ایسے کلی تباہ کن ہتھیار موجود ہو جائیں گے۔ تو دنیا میں اس وجہ سے امن ہو جائیگا۔ کہ ان اقوام میں سے کوئی بھی ایسا ہتھیار اس خوف سے استعمال نہیں کریگا۔ کہ اس کا دشمن بھی اس کے خلاف ایسا ہی ہتھیار استعمال کر سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ امریکہ اس دوڑ میں روس سے بازی لیجائے کیونکہ اگر روس نے پہلے یہ ہتھیار بنا لیا۔ تو وہ ممکن ہے۔ اس کو استعمال کر دے۔ اور امریکہ کے ساتھ باقی دنیا بھی تباہ ہو جائے۔ اسی طرح کیا یہ قیاس نہیں ہو سکتا؟ کہ امریکہ اگر پہلے ایسا ہتھیار بنا لے۔ تو وہ بھی تو اضطراراً اور انتقاماً اسی قسم کا عمل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ روس کے متعلق خیال ہے۔

لطف یہ ہے۔ کہ امریکہ بھی بقول مسٹر ڈریک یہ ہتھیار خفیہ معملوں میں تیار کر رہا ہے۔ اور روس کے متعلق تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ سوال ہے کہ جب ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی کامیابی کا یقینی علم ہی نہیں ہو سکتا۔ تو جو دلیل مسٹر ڈریک نے دی ہے۔ کہ طاقت کے توازن کی وجہ سے جنگ کا امکان جاتا رہتا ہے۔ اور ایسا ہتھیار امن کی کلید ہے۔ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ یقین حاصل ہو۔ کہ امریکہ کسی صورت میں بھی اس کا استعمال نہیں کرے گا۔ اور یہ کہ وہ پہلے کامیاب ہو جائے۔ اور روس کو بھی یقین ہو جائے۔ کہ واقعی اس کے حریف کے پاس ایسا تباہ کن ہتھیار موجود ہے۔

خواہ امریکہ کی نیت درست تسلیم کر لی جائے۔ کیا ایسی صورت میں بھی یہ امکان نہیں ہے۔ کہ روس کو امریکہ کی کامیابی کا علم ہی نہ ہو۔ اور جب وہ خود کامیاب ہو۔ تو فوراً اسے استعمال کر دے۔ یہ بھی جانے دیجئے۔ سوال یہ ہے۔ کہ جب امریکہ اور روس میں دشمنی کا یہ عالم ہے۔ تو اس کی کیا ضمانت ہے۔ کہ موقع پاکر اور دشمن کو غافل سمجھ کر ایک دوسرا پہل نہ کر دے گا۔

اس لئے غور طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا جب تک امریکہ اور روس میں رقابت موجود ہے ایسے مہلک ہتھیاروں کی ایجاد واقعی جنگ کا خطرہ ختم کر سکتی ہے؟ کیا صرف دشمن کی طاقت کا خوف جنگ کا امکان ختم کر سکتا ہے؟

دوسرے لفظوں میں سوال یہ ہے۔ کہ جب تک انسان کی جنگ جوئی کی ذہنیت میں حقیقی تبدیلی نہ ہو۔ کیا محض دشمن کی طاقت کا خوف کسی عرصہ کے لئے دنیا میں امن کی فضا قائم کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے؟ یعنی جب تک اقوام میں باہم رقابت ہے۔ کیا یہ خطرہ ٹل سکتا ہے؟ اگر نہیں ٹل سکتا۔ تو کیا یہ ضروری نہیں کہ بجائے دشمن کو تباہ کرنے کے لئے نت نئے مہلک سے مہلک ہتھیار ایجاد کرنے کے ہمارے دانشمند اس باہمی رقابت کو کم سے کم کرنے کے پیش نظر جو ترقی یافتہ اقوام میں موجود ہے۔ ان اسباب کا کھوج لگائیں۔ جو اس باہمی رقابت اور دشمنی کی تہ میں کام کر رہے ہیں۔

یہ ایک واضح بات ہے۔ کہ جس طرح افراد کے لئے دنیا کی حرص و ہوا باہمی تنازعات کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ اسی طرح اقوام کی باہمی رقابت کی وجہ بھی یہی چیز ہے۔ اور یہ امر نہایت افسوسناک ہے۔ کہ انسان نے آج تک جو ترقی عملی سائنس وغیرہ میں اور اس کے نتیجہ میں صنعت و حرفت میں آسانیاں پیدا کرنے میں کی ہے۔ وہ نہ صرف افراد کی بلکہ اقوام کی حرص و ہوا کو زیادہ کرنے کا ہی باعث ہوئی ہے۔ اور نہایت خطرناک بات یہ ہے۔ کہ اس سائنسی ترقی کے پاس دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے کوئی چیز سوا اس خدشہ کے نہیں ہے۔ جس کی وضاحت مسٹر ڈریک نے اپنے مقالہ میں کی ہے۔ اور جس کا تجزیہ کر کے ہم نے ثابت کیا ہے۔ کہ محض طاقت کا توازن دنیا کو تباہی سے نہیں بچا سکتا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر دنیا کی سلامتی اس خدشہ پر ہے۔ تو جتنی جلدی دنیا تباہ ہو جائے۔ بہتر ہے۔ ایسی زندگی جس کے سر پر خطرہ کی یہ تلوار لٹکتی رہتی ہے۔ موت سے کہیں بدتر ہے۔ اس کا تصور بھی زندگی کو موت سے بدتر بنانے والا ہے۔ یہاں یہ شاعری کہ ؎

اگر خواہی حیات اندر خطر زی

انسان کے لئے قطعاً باعث تسکین نہیں ہو سکتی۔

فرسٹ و فائینل امتحان رجسٹرڈ اکاؤنٹنٹس ۱۹۵۶ء

یہ امتحان کراچی ڈھاکہ و لاہور سنٹروں میں ۳۱/۷/۵۶ تا ۸/۸/۵۶ ہوگا۔ پورے کوائف اور فارم درخواست Secretary to the Govt of Pakistan Ministry of Commerce Karachi سے طلب ہوں۔ درخواستوں کے لئے آخری تاریخ ۲۰/۶/۵۶ ہے۔

پاکستان ٹائمز ۲۱/۵/۵۶

(ناظر تعلیم ربوہ)

ایک خط اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے اس کا جواب

نور ہسپتال اور فضل عمر ہسپتال کے ناموں کے متعلق ضروری تصریح

ایک صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا

میرے پیارے آقا سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جب سے میں نے الفضل اخبار میں پڑھا ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے فیصلہ کیا۔ کہ نور ہسپتال کا نام فضل عمر ہسپتال کے نام پر بدل دیا جائے۔ مجھے سخت تکلیف ہوئی ہے اس لئے نہیں کہ حضور کے نام کی طرف کیوں منسوب کیا جا رہا ہے۔ بلکہ اس خیال سے کہ "نور" کا نام کیوں اڑا دیا گیا ہے۔

حضور آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے محسن زادے ہیں۔ اور حضرت مولوی صاحب آپ کے محسن۔ طب میں جو کمال اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفہ اول کو عطا فرمایا تھا ایک دنیا کو قادیان کھینچ کر لایا۔ اور اس طرح ان کا وجود طبابت کے اعتبار سے بھی ایک وسیع تبلیغ کا ذریعہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں خلیفہ اول منتخب کر کے نوازا۔ جہاں تک حضور کی ذات کا تعلق ہے۔ وہ اتنی عظیم الشان ہے۔ اور دنیا کے کونے کونے تک جس خوبصورتی سے حضور نے احمدیت کا پیغام پہنچایا ہے۔ وہ اتنا بے نظیر کارنامہ ہے کہ زمانہ اس نام کو مٹا نہیں سکتا۔ اور آنے والی نسلیں قیامت تک حضور کو یاد رکھیں گی۔ اور دعائیں آپ کے ساتھ رہیں گی۔ اس لئے "فضل عمر" کا نام بجائے "نور" کے رکھ دیا جاوے۔ تو اس سے حضور کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا لیکن "نور" کا نام حذف کرنے سے جماعت الزام کے نیچے آجاتی ہے۔ کہ اتنی جلدی ایک محسن کو بھول گئی۔

اس لئے میری درخواست ہے کہ حضور انجمن کے فیصلہ کو اپنے حکم سے منسوخ فرمائیں۔ البتہ یہ ضرور ہو کہ نور ہسپتال کے نیچے یہ لکھا جائے۔ کہ اس کی بنیاد اور تعمیر "فضل عمر" کے ہاتھوں سے ہوئی۔

خط کا جواب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خط کا مندرجہ ذیل جواب بھجوایا ہے۔

"ایک صاحب کا خط مجھے نور ہسپتال کے نام کے متعلق ملا ہے۔ (میں اس کا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن خط بھجوا رہا ہوں۔ کہ اسکو بغیر نام کے شائع کر دیا جائے) اس مضمون کا ایک خط مجھے ربوہ میں بھی ملا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی لوگوں کے دلوں میں شبہ ایک ہی وقت میں پیدا ہوا ہے۔ سو یاد رہے کہ نور ہسپتال قادیان میں تھا اس کا نام نہیں بدلا گیا۔ بلکہ وہ قادیان میں موجود ہے۔ اس کو قادیان سے اٹھا کر لانے کی ہمیں توفیق نہیں جب بھی خدا تعالیٰ ہمیں قادیان دلائے گا نور ہسپتال نور ہسپتال ہی رہے گا۔ فضل عمر ہسپتال ایک نئی عمارت ہے۔ جو نئے لوگوں کے چندے سے بنی ہے ہر چندہ دینے والی جماعت یا منتظم جماعت کا حق ہوتا ہے۔ کہ وہ جو چاہے اپنی عمارت کا نام رکھ دے۔ اگر اس قانون کو تسلیم کر لیا جائے۔ کہ جو عمارت کسی بزرگ کے نام سے موسوم کی جائے۔ تو جہاں کہیں بھی اس فن کی نئی عمارت بنائی جائے۔ وہی نام اس کو دینا چاہیئے۔ تو اسکے یہ معنے ہوں گے۔ کہ آئندہ جماعت احمدیہ جہاں کہیں ہسپتال بنائے اس کا نام نور ہسپتال رکھے۔ کیا کوئی معقول ذہن ایک منٹ کے لئے اس خیال کی صحت کو تسلیم کر سکتا ہے۔ جب مختلف ممالک میں جماعتیں ہسپتال بنائیں گی۔ تو کسی جگہ پر وہ اس ملک کے کسی وزیر کے نام پر اس ہسپتال کا نام رکھیں گی۔ کسی جگہ کسی بڑے مبلغ کے نام پر اس کا نام رکھیں گی۔ غرض ہر ملک اور ہر علاقے میں نئے نئے ناموں پر ہسپتال بنتے جائیں گے۔ ربوہ میں جو ہسپتال بنا ہے ان لوگوں نے جنہوں نے وہ ہسپتال بنایا ہے۔ مجھ سے خواہش کی کہ اس کا نام فضل عمر ہسپتال رکھ دیں۔ اور میں نے اجازت دے دی۔ کیا یہ ہسپتال قادیان سے اٹھا کر لایا گیا ہے۔ کہ یہ خیال کیا گیا ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی کا نام اس سے الگ کر دیا گیا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی کی زندگی میں تو اس ہسپتال کی ایک اینٹ بھی نہیں رکھی گئی تھی۔ اگر اس خیال کو وسیع کیا جائے۔ تو جس طرح قادیان میں غرباء کے لئے جو مختلف مکان بنائے گئے تھے۔ اس جگہ کا نام ناصر آباد رکھا گیا تھا۔ کیونکہ میر ناصر نواب صاحب نے وہ مکان چندہ کر کے بنوائے تھے۔ اب ربوہ میں محلہ دار الیمن میں غرباء کے لئے مکان بنائے گئے ہیں۔ تو یہ اعتراض بھی ہونا چاہیئے کہ اس کا نام محلہ دار الیمن کیوں رکھا گیا۔ ناصر آباد کیوں نہیں رکھا گیا۔ پھر جماعت کو قانون بنا دینا چاہیئے۔ کہ جہاں جہاں بھی کوئی ہسپتال بنایا جائے۔ اس کا نام "نور ہسپتال" رکھا جائے۔ اور جہاں جہاں بھی غرباء کے لئے مکان بنائے جائیں۔ ان کا نام ناصر آباد رکھا جائے۔ پس یہ ایک محض جذباتی اور عقل سے عاری خیال ہے۔ نور ہسپتال قادیان میں موجود ہے۔ وہ اب بھی نور ہسپتال ہے۔ اور جب کبھی خدا تعالیٰ ہمیں قادیان دیگا۔ تو ہم کوشش کریں گے۔ کہ وہ ہمیشہ نور ہسپتال رہے۔ ممکن ہے اس وقت کی مالی حالت کے لحاظ سے ایک نیا ہسپتال جو اس سے بیسیوں گنے بڑا ہو بنا دیں۔ اور اس کا کوئی اور نام رکھ دیں لیکن نور ہسپتال نور ہسپتال ہی رہے گا۔ اور نور ہسپتال ہے۔ قادیان میں رہنے والے اب بھی جب خط لکھتے ہیں۔ تو نور ہسپتال کا نام نور ہسپتال ہی لکھتے ہیں۔ پس قادیان میں بننے والے ہسپتال کا نام نور ہسپتال رکھنے کی وجہ سے قیامت تک کے لئے احمدی اس بات پر مجبور نہیں کہ جہاں کہیں وہ کوئی ہسپتال بنائیں۔ اس کا نام نور ہسپتال رکھیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس نئے ہسپتال کے بنانے والوں نے اپنے اعلان میں بے وقوفی کی ہے۔ اور یہ لکھا ہے۔ کہ اجازت دی جائے۔ کہ نور ہسپتال کی بجائے اس کا نام "فضل عمر ہسپتال" رکھا جائے۔ حالانکہ یہ نیا ہسپتال ہے قادیان والا نہیں۔ لیکن ہسپتال کے منتظمین کی بے وقوفی کی وجہ سے جماعت کے تمام کے تمام افراد کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ بھی بے وقوف بن جائیں۔

فقط والسلام

مرزا محمود احمد

چٹاگانگ انجمن احمدیہ کی طرف سے حضور ایدہ اللہ کیلئے صدقہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کے پیش نظر جماعت احمدیہ چٹاگانگ کی طرف سے پانچ بکرے بطور صدقہ ذبح کئے گئے۔ ایک بکرا فاضل پور انجمن احمدیہ (نواکھالی) میں ذبح کیا گیا۔ جہاں پر کہ گزشتہ عرصہ میں یہاں کے احمدیوں پر کافی ظلم ہوا تھا۔ صدقہ کا گوشت غرباء میں تقسیم کیا گیا۔ اور اس کے علاوہ کچھ نقدی بھی غرباء میں دی گئی۔

محمد اجمل شاہد مبلغ سلسلہ مقیم چٹاگانگ

حیات نور کا ایک ورق

(از محترمہ استانی سکینۃ النساء صاحبہ بیگم مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل لاہور)

میں نے مخدومہ محترمہ استانی سکینۃ النساء صاحبہ بیگم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل سے عرض کیا آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا زمانہ دیکھا ہے۔ حضور کے حالات بابرکات لکھ دیں۔ تو ہم بھی ان سے فائدہ اٹھائیں۔ میری درخواست پر جناب استانی صاحبہ نے اسی روز یہ مضمون لکھ کر مجھے لا دیا۔ میں حضرت استانی صاحبہ کا کرمفرمائی کا ممنون ہوں۔ امید ہے قارئین الفضل اس سے شاد وقت ہوں گے۔

عبدالوہاب عمر جودھامل بلڈنگ لاہور

میں حضرت مولینا خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تعریف و توصیف کیا کر سکتی ہوں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک ہی شعر سے گویا ایک ایسا بلند مقام دے دیا۔ کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید رہے گا۔ حضور نے فرمایا ؎

چہ خوش بودے اگر ہریک ز امت نوردیں بودے

البتہ چند آزمودہ اور سچے تاثرات لکھتی ہوں جنہوں نے میری زندگی پر بہت اثر کیا۔ اور ہنوز جیسے ان کا پراز حکمت و شفقت احکام نے مجھے تسلی اور سکون آرام و امن دے رکھا ہے۔ اور جب کبھی پریشانیوں اور تکالیف دنیا نے گھیر رکھا ہوتا ہے۔ اس محسن بزرگ کی نصائح پر عمل کرنے سے تسکین ہو جاتی ہے۔

(۱) جب پہلے پہل میں اپنے ماموں صاحب مرحوم حضرت مولانا امام الدین صاحبؓ کے ساتھ مئی ۱۹۰۸ء میں ان کی چند رخصتوں میں قادیان آئی ہوں۔ اس وقت نہایت غمزدہ اور پریشان تھی۔ کیونکہ میرے والدین بھی فوت ہو گئے۔ اور ایک ماہ میں میرے دو خوبصورت صحت مند بچے بھی انتقال کر گئے۔ ان میں بڑے خورشید عاقل کی عمر ۳ سال اور جمشید احمد ۱۱ ماہ کا تھا۔ سارے گھر میں رنج و ملال چھایا ہوا تھا۔ سب کی صلاح ہوئی کہ مجھے قادیان تشریف لے جائیں۔ ورنہ اندر ہی اندر صدمہ سے بیمار ہو جائے گی۔ سو حضرت ماموں صاحب ساتھ لائے اور حضرت خلیفہ اولؓ کے حضور حاضر کیا۔ آپ کے درس القرآن میں آئی تو فرمایا۔ تمہارے خط اور مضمون۔ (جو میں بدر و الحکم میں لکھا کرتی تھی) کے متعلق میری بیوی کا پختہ خیال ہے کہ اس کے اپنے لکھے ہوئے نہیں ہوتے کیونکہ ایسا پختہ اور خوشخط عورت کا نہیں ہو سکتا اتنے میں حضرت اماں جیؓ بھی آ گئیں تو سنکر فرمایا۔ ہاں سچ ہے میں تو مانتی ہی نہیں کہ کسی عورت کا ایسا اچھا خط ہو گا۔ تو حضرت محترم نے فرمایا کہ اب ان کو سامنے لکھ کر دکھاؤ۔ چنانچہ قلم دوات کاغذ سامنے رکھدیا۔ اور اس ناچیز نے ایک تحریر وہاں لکھکر پیش کر دی ہی حضرت اماں جی نے دیکھی اور حضور رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شاباش بھی دی اور اماں جی کو کہا لو اب تو میرے ساتھ بحث نہ کرنا کہ عورتیں ایسی تحریر نہیں لکھ سکتیں اور مجھے فرمایا۔ میں آپ کے علم دوست اور عالم فاضل خاندان سے واقف ہوں۔ تمہارے نانا حضرت مولوی بدر الدین صاحب سے بھی واقف ہوں۔ بلکہ ایک طرح سے ہم جماعت بھی ہوں۔ پھر دوسرے تیسرے دن فرمایا کہ عام درس سے پہلے اگر ایک رکوع بعد از نماز صبح مجھے سنا دیا کرو تو پھر مدرسۃ البنات میں پڑھایا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ وہ استانیاں تو وہاں ہیں ہی اور میرے خواب و خیال میں نہ تھا کہ مدرسہ بھی پڑھانا ہو گا۔ تو فرمایا کہ ایک استانی الفت تو شام تک ختم ہو جائے گی وہ بیمار ہے میں خاموش رہی۔ صبح ہی سنا کہ الفت (نو مسلم) مر گئی۔ میں درس میں گئی۔ تو حضور نے فرمایا۔ مدرسے نہیں گئی جاؤ مدرسہ سنبھالو میں نے عرض کیا اچھا حضور! اور دل میں سوچا کہ میں کسی مدرسے کی طالب علم نہ تھی نہ کسی مدرسہ میں پڑھا ہے۔ حساب آتا نہیں۔ گھر میری اباجان نے اردو عربی فارسی تو پڑھا دی اور حساب تقسیم تک سکھایا تھا اور بس۔ بہرحال آپ نے مجھے مدرسہ سپرد کر دیا۔

(۲) ماموں جی اور ممانی صاحبہ کو اولاد کی بڑی خواہش تھی۔ چنانچہ ممانی صاحبہ قاضی صاحب کی والدہ قادیان آئیں۔ تو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور دعا فرما دیں کہ خداوند کریم میرے بیمار بچے محمد ظہور الدین کو زندہ رہنے والی اولاد بخشے۔ میری بڑی خواہش ہے کہ ہمارا خاندان لاوارث نہ رہے پہلے اس کے دو بچے فوت ہو گئے جن کا مجھے سخت غم ہے وغیرہ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں ہم ضرور دعا کریں گے انشاء اللہ! مجھے کبھی دعا کے لئے ان سے خود کہنے کی زحمت ہوئی اور نہ کبھی سوائے علمی مسائل پوچھنے کے کچھ کہا۔ مگر جو بات بہت ضروری پوچھنی ہوتی۔ بے تکلفی سے کہہ دیتی۔ انہیں دنوں چونکہ مجھے ۸ بجے صبح مدرسے جانا ہوتا اور قرآن کریم کا رکوع بھی سنانا ہوتا۔ میں نماز صبح کے ختم ہوتے ہی قرآن مجید لے کر حاضر ہو جاتی اور حضرت مولانا مسجد سے نماز فجر ادا کر کے اندر آتے تو مجھے فرماتے ذرا اچھا پڑھو۔ ترجمہ کی غلطیاں بتاتے جاتے درس عام بعد میں ہوتا۔

(۳) ایک دن مجھے ایک خواب آیا اس کی تعبیر معلوم نہ تھی۔ خیال آیا کہ حضرت استاذی المکرم محترم کو سناؤں گی صبح صبح جو درس کو گئی۔ تو السلام علیکم کے بعد عرض کیا کہ حضور! میں نے آج ایک خواب عجیب دیکھا ہے فرمایا سناؤ عرض کیا کہ ایک بڑی عالیشان پر فضا جگہ پر نفیس دالان ہے۔ اس میں سے ایسی خوشبو آ رہی ہے جیسے کہ ابھی گلاب سے عطر دھویا گیا ہے۔ اور پر فضا ہوا چل رہی ہے مگر نہ پنکھا لگا ہے اور نہ ہی سورج کی روشنی مگر ٹھنڈی سی روشنی سے کمرہ روشن ہے۔ اتنے میں دیکھتی ہوں کہ کچھ بزرگوں اور نورانی چہروں والے سفید لباس اور پگڑیاں باندھے ہوئے لوگوں کا حلقہ سا درمیان میں بیٹھا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے درس القرآن ہو رہا ہے سامنے میری نظر ایک محراب کی طرف کے تخت پر پڑی تو دیکھا کہ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام روشن چہرہ اور چمکتی ہوئی داڑھی جو مہندی لگی سرخ ہے نہایت سفید اور براق سی پگڑی پہ چادر لئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں آپ کو سلام عرض کیا تو حضور نے اپنی داڑھی مبارک سے دو بال نکال کر ہاتھ میں مجھے پکڑا دیئے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اور یوں معلوم ہوتا کہ ہاتھ کی مٹھی بند کی ہوئی ہے۔ اور یہ بابرکت بال قرآن کریم میں رکھنے کا ارادہ ہے۔ تو حضرت خلیفہ اول جو چادر میں منہ لپیٹے پڑے ہوئے تھے۔ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا اچھا جی خدا تعالےٰ آپ کو دو بچے زندہ رہنے والے عنایت کرے گا۔ تو فرمایا کہ سکینہ بیگم تم کھویا نہ میں خود ہی تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔

(۴) پھر خدا کے فضل سے عبدالرحمٰن جنید ۱۹۰۹ء جولائی میں پیدا ہوا۔ تو حضرت مولانا نے خود آ کر اس کے کان میں اذان کہی نام عبدالرحمٰن رکھا۔ فرمایا اس کا دل بہت چھوٹا سا ہے اسے کبھی جھڑکنا نہیں انشاء اللہ ہم نے بڑی زور دعا کی ہے یہ زندہ رہیگا اور نیک و سعید ہو گا۔ اس کے بعد ۱۹۱۳ء میں دوسرا بچہ پیدا ہوا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے نام عبدالرحیم یا فضل الرحمٰن رکھا۔ میں نے عبدالرحیم نام رکھا کہ فضل الرحمٰن تو مفتی صاحب تھے۔ جن کے ہمارے ساتھ یعنی قاضی صاحب کے ساتھ اچھے تعلقات تھے میں نے سوچا بس عبدالرحیم بہتر ہے۔ اور شتی شتی لڑکیاں طالبات کہنے لگیں۔ بس یہ دونوں بچے خدا تعالےٰ کی خاص رحمت اور حضرت نور الدینؓ کی دعاؤں کا اثر ہے تیسرا بچہ عبدالمنان پیدا ہوا تو فوت ہو گیا حضرت محترم معمولی سی دوائی بتا دیتے تو بہت ہی تاثیر اور فائدے والی ہوتی اور ساتھ اپنی نگرانی خبرگیری ضرور فرماتے جنید تو بہت بیمار ہی رہا کرتا وہ دوا آپ کی دوا دیکھنے میں بالکل معمولی ہوتی مگر تاثیر بہت جلد ہوتی۔

میں نے دو تین آپ کی دعائیں آزمائی ہیں اور ایسے کہ معجزہ کا یقین ہوتا ہے۔ درس میں جو باتیں نہایت پراز حکمت اور مفید زندگی فرمائی ہیں۔ ان کا ذکر کرتی ہوں (۱) دعا کی قبولیت کے لئے فرمایا کہ ہم نے تو کعبہ شریف میں یہی دعا کی تھی کہ اے اللہ جو چیزیں مانگوں وہ دے۔

(۲) قرآن کریم کا درس دیتے ہوئے صبغۃ اللہ کی آیت سے تفسیر سناتے ہوئے فرمایا دیکھو اللہ کا رنگ سب سے بہتر ہے یہ نو مسلم جیوان کے رنگ کی دم تمہارے ان کالے بالوں اور زلفوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔ بناؤ سنگھار پر زیادہ وقت خرچ نہ کیا کرو۔ بلکہ اللہ کا رنگ احسن ہے سادگی اس بناؤ سنگھار سے زیادہ بہتر ہے

افسوس کہ میری حمائل شریف جو میں نے حضرت خلیفہ اولؓ کے درس القرآن کے مختصر نوٹوں میں لکھی ہوئی تھی۔ قادیان میں رہ گئی۔ اس میں بہت قیمتی نوٹ تھے۔

اللہ تعالےٰ ان کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی ہر ایک احمدی جماعت کے فرد کو توفیق ارزانی بخشے۔

درخواستہائے دعا

خاکسار کے چھوٹے بھائی محمد اشرف نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہوا ہے احباب کرام اور بزرگان سلسلہ امتیازی نمایاں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں

غلام نبی اکونٹنٹ الفضل

۲۔ خاکسار کی لڑکی امۃ سکینہ نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ احباب کرام بزرگان سلسلہ نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

گلاب دین گلاب سوپ فیکٹری گوجرانوالہ)

اسلام کے روحانی اقتدار کا قیام

(از مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی واقف زندگی)

مولانا شبلی نعمانی صاحب "اصلاح ملک" کے زیر عنوان رقمطراز ہیں کہ

"اسلام اگرچہ حکومت اور سلطنت قائم کرنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ لیکن کچھ تو حالات موجودہ کے اقتضا سے اور کچھ اس وجہ سے کہ اسلام کا ایک نظام ایسا واقع ہوا تھا کہ خواہ مخواہ خلافت و سلطنت کا قالب اختیار کر لیا۔ ابتدا ہی سے حکومت کی بنیاد پڑ گئی تھی لیکن یہ حکومت بالکل جمہوری تھی۔ اور جمہوریت ہی اسلام کا اقتضا بھی تھا۔"

(الفرقان ص۲۳۲ مطبوعہ الناظر پریس لاہور)

اسی طرح مولانا ابو الکلام صاحب آزاد تحریر فرماتے ہیں کہ

"اسلام کی دعوت اولیٰ کا مقصد مخلصین و قانتین کی ایک پاکباز جماعت پیدا کرنا تھا۔ جس کو ہر گروہ ہر جماعت ہر زندگی ہر حال اور ہر ایک میں ہونا چاہیئے فوج کی تنظیم و تربیت میں بھی ہمیشہ یہی مقصد پیشِ نظر رہتا تھا۔ اس لئے اگر آبِ زمزم میں شراب کا ایک قطرہ بھی مل جاتا تھا۔ تو اسلام کے دامنِ خلوص پر اس سے دھبہ آجاتا تھا۔"

(انتخاب الہلال ص۶۵ مطبوعہ اردو پریس لاہور)

ان ہر دو اقتباسات میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اگر تاریخ کی روشنی میں اسکی صداقت واضح ہو جاتی ہے یہ حقیقت ہے کہ اسلام کی آمد کا اصل مقصد کسی دنیوی سلطنت کا قیام نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو اس دینِ حق کو اس لئے بھیجا تھا۔ کہ تا نسلِ آدم سرکشی کی راہوں کو چھوڑ کر معبود حقیقی کے آستانہ پر سجدہ ریز ہو۔ اور اپنی پیدائش کی غرض و غایت کو سمجھے۔ لیکن کچھ روحانیت سے کنارہ کش ہونے کی وجہ سے اس زمانہ میں مسلمانوں کے ایک طبقہ میں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے۔ کہ اسلام کی آمد کی اصل غرض ایک عالمگیر سلطنت کو معرضِ وجود میں لانا تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی اکثریت اخلاق و اعمال سے تہیدست ہو کر اور اپنے دماغ میں حکومت کا تخیل جما کر من مانی کارروائیوں میں لگ گئی۔ اور انہیں اس امر کا احساس تک نہ رہا۔ کہ قوم مسلم کے سپرد تو خدا تعالیٰ نے ایک زبردست روحانی انقلاب کا پیدا کرنا اور آدم کے بیٹوں کو راہِ ضلالت سے ہٹا کر جادۂ مستقیم پر گامزن کرنا ہے۔ اور اس طور سے حکومت و سلطنت تو خود بخود ہی مسلمانوں کے ہاتھوں میں آجائے گی۔ اور حصول مملکت کے لئے انہیں مزید جدوجہد اور گوناں گوں قربانیوں کی ضرورت نہ رہے گی۔

چنانچہ خلافت راشدہ کے عہد سعادت میں ایسا ہی ہوا۔ جونہی اسلام کے محاسن اور کمالات اور مسلمانوں کے اخلاق و اطوار سے دنیا والے باخبر ہوئے۔ تو انہوں نے پرچم اسلام تلے آنے ہی میں اپنی نجات سمجھی۔ اور ان کی زندگیوں میں وہ عظیم الشان روحانی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ کہ ویسی تبدیلی کسی اور مذہب کے ماننے والوں میں قطعاً دیکھنے میں نہ آئی۔ یہ اسی کا نتیجہ ہوا۔ کہ بحر و بر میں اسلام ہی کا تسلط ہو گیا۔ اور یوں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مقدس صحابہؓ دنیا پر حکمران ہو گئے۔

مگر آہ! جب بعثت اسلام کے اصل مقصد کو نظر انداز کیا جانے لگا۔ اور بجائے صحیح طریق عمل کو اختیار کرنے کے مادی پروگرام مسلمانوں کے سامنے آنے لگے۔ تو انہوں نے دنیوی حرص و آز کے نشہ میں آکر اپنے شاندار ماضی کو بھی بھلا دیا۔ اور رسوائے عالم بن گئے۔ اور انہوں نے سمجھا۔ کہ بس دنیوی اقتدار کا حصول ہی اسلام کی آمد کی اصل غرض تھی۔

اسی نئے تخیل کا پیدا ہونا تھا۔ کہ مسلمان نظام تبلیغ سے غافل ہو گئے۔ اور تزکیۂ نفوس کے طریقوں سے انہوں نے عدم توجہی پیدا کر لی۔ اور آج حالت یہ ہے۔ کہ غیر تو غیر اپنے بھی ان کی زبوں حالی کا رونا رو رہے ہیں۔

پس فی زمانہ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ مسلمان پھر سے بیدار ہوں۔ اور اپنے اندر وہی قوت عملیہ اور ایمانی روح پیدا کریں۔ کہ جس کے نتیجہ میں عہد نبویؐ کے مسلمانوں نے روحانی اعتبار سے اپنے اغیار تک سے بھی اپنا سکہ منوا لیا تھا۔ اور خود بخود ہی قلوب انسانی پر ان کا تسلط جم گیا تھا۔

جناب علی احمد صاحب عباسی ایم۔ایس سی (علیگ) فیاض گنج دہلی اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"آج ظہر الفساد فی البر والبحر کا مضمون ہے۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ بالکل اسی طرح کرنے کا وقت ہے۔ جیسے تیرہ سو برس پہلے ہوئی تھی۔ آج تمام علمائے کرام اور صوفیا اور ربانیین کا صرف ایک کام ہے۔ کہ سیدھے سادے دین کی تبلیغ کریں۔ اصول و حقائق قرآنی کی اشاعت کریں۔ ٹھوس تنظیم اور تربیت میں مشغول ہوں۔ جو جہاں ہو وہ اس غرض کو اپنے ذمے عائد سمجھے۔ کج اصلاحِ نظریات کی ہر حال سے زیادہ ضرورت ہے۔ مغربی اور غیر اسلامی تمام اثرات کو یکسر مٹانے کی ضرورت ہے۔ اور اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ شعائر اسلام کی ترویج کی جائے۔"

(رسالہ مولوی دہلی جلد ۱۲ ء ۱ صفحہ ۲۵)

اسی طرح مولانا احتشام الحق صاحب کاندھلوی رقمطراز ہیں کہ

"ہمارا اصل مرض روح اسلامی اور حقیقت ایمان کا ضعف اور اضمحلال ہے۔ ہمارے اسلامی جذبات فنا ہو چکے اور ہماری ایمانی قوت زائل ہو چکی اور جب اصل شے میں انحطاط آگیا۔ تو اس کے ساتھ جتنی خوبیاں اور بھلائیاں وابستہ تھیں۔ ان کا انحطاط پذیر ہونا بھی لابدی اور ضروری تھا۔ اور اسی ضعف و انحطاط کا سبب اصل شے کا چھوڑ دینا ہے۔ جس پر تمام دین کا بقا اور دارومدار ہے۔ اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔"

ظاہر ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ اس کے افراد خوبیوں اور کمالات سے آراستہ نہ ہوں۔"

(مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج ص۳۰ تا ۲۱)

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے۔ کہ فی زمانہ مسلمان کس قدر قعر مذلت میں گر چکے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مسلم قوم کو اٹھانے اور اور اس کی کھوئی ہوئی شان و عظمت کی بحالی کے لئے اکابرین امت مسلمہ نے کوئی قدم بھی اٹھایا ہے یا نہیں؟ تو اس کے متعلق گذارش ہے۔ کہ جہاں تک بس چل سکتا تھا۔ ذمہ دار اور احساس مند طبقہ نے مسلمانوں کو ہر ممکن طریقہ سے پیغام بیداری دیا ہے۔ اور جس حد تک ہو سکتا تھا مسلم قوم کی موجودہ دگرگوں حالت کو سدھارنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہنوز معاملہ جیسا تھا ویسا ہی ہے۔ اور بقول مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی

"ہمارے ماضی قریب کی اکثر دینی تحریکیں مختلف اسباب کی بنا پر ناکامیاب ہوئی ہیں۔ اسی کی وجہ سے عوام دینی تحریکوں کی طرف سے بددل ہو گئے ہیں۔"

(رسالہ الفرقان لکھنؤ جلد ۲۰ ع۳ تا ۵ صفحہ ۱۲۰)

جب صورت حال یہ ہے۔ تو کیا مسلمانوں پر لازم نہیں ہے۔ کہ وہ خود و تدبر سے کام لیں اور معلوم کریں۔ کہ آخر پستی و ضلالت سے نجات پانے کا فی زمانہ کونسا ذریعہ ہے۔ جس کو اختیار کرنے سے ان کی کشتی حیات قسم قسم کے خطرناک طوفانوں سے نجات پا کر سلامتی کے ساحل پر لگ سکتی ہے۔ سو ہم نہایت درد بھرے دل کے ساتھ ان کی خدمت میں عرض کریں گے۔ کہ بھائیو! اس دورِ کفر میں جبکہ

بر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

کا عالم طاری تھا۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحم و کرم کیا۔ اور تجدیدِ اسلام اور اصلاحِ مسلمانان اور باقی دنیا کی قوموں کو اسلام کے شیریں اور حیات بخش چشمہ تک لانے کے لئے عین ضرورت کے موقعہ پر اپنا فرستادہ مسیح موعود مبعوث فرمایا۔ لیکن وا حسرتا! کہ نبی پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صادق غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھری آواز کو اکثر مسلمانوں نے بدقسمتی سے ٹھکرا دیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ اس مردِ حق کی آمد تو امت مسلمہ کو روحانی اعتبار سے سربلند کرنے اور دنیا میں اسلام کو سرفراز کرنے کے لئے ہوئی ہے۔ کاش! اب بھی مسلمان تکذیب کی راہ کو چھوڑ کر اس سلسلۂ ربانی سے وابستہ ہو جائیں۔ کہ جس کے ذریعہ آئندہ زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کو ایک عظیم الشان شان و عظمت حاصل ہونے والی ہے۔ اور روحانی اقتدار کے ساتھ ساتھ مسلمان دنیوی اقتدار بھی حاصل کرنے والے ہیں ان شاء اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"اس (خدا تعالیٰ۔ ناقل) نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا۔ کہ زمین پر طوفانِ ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی (احمدیت۔ ناقل) تیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہو گا۔ وہ غرق ہونے سے نجات پائے گا۔"

(فتح اسلام ص۲۱)

پھر فرماتے ہیں کہ

"تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو۔ کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں۔ کہ اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اس کی روشنی سے شناخت کرو گے۔ میں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے اختیار میں ہے۔ کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو۔ اور میری باتوں کو یاد رکھو۔ یا لوحِ حافظہ سے بھلا دو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئیں گے میرے سخن میرے بعد"

(فتح اسلام ص۳۶)

مبارک وہ جو حضرت مسیح الزمان علیہ السلام کی بلند کی ہوئی آواز پر لبیک کہے۔ اور اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے جماعت احمدیہ کے قدم بقدم چل کر منزل مقصود کو پانے کے لئے ہمہ تن مصروف عمل ہو۔

چندہ جلسہ سالانہ

صدر انجمن احمدیہ کے چندوں میں سے سب سے کم وصولی جس مد میں ہوتی ہے وہ چندہ جلسہ سالانہ ہے۔ حالانکہ اس چندہ کی ادائیگی میں دوہرا فائدہ ہے۔ ایک تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کا ثواب ہے اور دوسرے یہ کہ یہ چندہ احباب کے خورد ونوش اور رہائش وغیرہ کے انتظامات پر ہی خرچ ہوتا ہے۔ ویسے تو تمام چندے جماعت کی عمومی بہبود کے لئے خرچ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ چندہ تو نمایاں اور خصوصی طور پر چندہ دینے والوں کے آرام و آسائش پر ہی خرچ ہوتا ہے اور اس طرح انہیں ہاتھوں ہاتھ یہ رقم واپس مل جاتی ہے اور آخرت کا ثواب اس کے علاوہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

علاوہ ازیں جماعت کے سالانہ اجتماع کا خرچ پورا کرنے کے لئے جماعت نے خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کی تعمیل میں یہ چندہ اپنے اوپر عاید کیا ہوا ہے اور اجتماع بھی ایسا جس میں شامل ہو کر ہزاروں ہزار نفوس بیک وقت روحانی برکات سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔

پس احباب جماعت کا فرض ہے کہ یا تو اس چندہ کی پوری ادائیگی کریں اور یا ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے مجلس مشاورت کے ذریعہ کوئی دوسری تبادل تجویز منظور کرا لیتے۔ پچھلے سال متعدد مرتبہ اعلان کرانے کے باوجود کسی جماعت نے کوئی دوسری تجویز پیش نہیں کی۔ اس لئے ہر جماعت پر لازم ہے کہ اس چندہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ختم ہونے والے سال میں اس چندہ کا بجٹ پورا ہو گیا ہے۔ جس کے لئے میں تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن چونکہ سابقہ وصولیوں کے پیش نظر بجٹ کم رکھا جاتا تھا اس لئے چندہ سے جلسہ سالانہ کا تمام خرچ پورا نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے سال سابق میں اس چندہ کی وصولی میں جو اضافہ ہوا ہے اس کے پیش نظر اس چندہ کی آمد کا بجٹ بڑھا دیا گیا ہے تا اس چندہ سے جلسہ کے تمام اخراجات پورے ہو سکیں۔ اور ان اخراجات کا کوئی حصہ دوسرے چندوں سے پورا نہ کرنا پڑے۔

لہٰذا میں تمام احباب جماعت اور عہدہ داروں سے التجا کرتا ہوں کہ شروع سال سے ہی اپنی توجہ اس چندہ کی وصولی پر مرکوز رکھیں۔ آخیر وقت پر وصولی کرنے کی بجائے احباب کو ترغیب دیں کہ شروع سے ہی پورا چندہ سالانہ ادا کریں۔ جو دوست یکمشت اس چندہ کی ادائیگی نہ کر سکتے ہوں۔ وہ ابھی وقت سے باقساط ادائیگی شروع کر دیں۔ نیز عہدیدار جماعتوں کو کوشش کرنی چاہئیے کہ فصل ربیع پر ہی پورا چندہ جلسہ سالانہ ادا ہو جائے اور اگر کوئی دوست اس چندہ کی تمام رقم ربیع پر ادا نہ کر سکے تو نصف بشرح ضروری اب ادا کر دے اور باقی نصف فصل خریف پر ادا کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور دینی خوشنودی کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) میرے دادا جان کی بائیں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ کمزوری بہت ہے اور بخار بھی ہے احباب کرام صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ امۃ العزیز بنت چوہدری فتح محمد صاحب چک ۹۶ [illegible]

(۲) میرے بڑے بھائی حشمت علی صاحب ایم۔اے (انگریزی) کا امتحان دے رہے ہیں احباب نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ بشارت احمد ۹ واشنگٹن سٹریٹ دھرم پورہ لاہور

(۳) میرے والد محترم جناب ڈاکٹر بشیر احمد خان شاد آجکل سخت بیمار ہیں۔ پہلے سے قدرے افاقہ ہے احباب جماعت دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے والد محترم کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ محمود احمد بشیر ابن ڈاکٹر بشیر احمد شاد کوئٹہ

(۴) خاکسار نے کمپونڈری کا امتحان دیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ خاکسار کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ محمد صادق احمدی امیدوار کمپونڈر مسپتال چارسدہ م

انیس ۱۹ سالہ تحریک جدید کے بقایادار

"تحریک جدید" کے انیس سالہ بقایاداران کے لئے آخری میعاد ۱۵ مئی ۵۶ء مقرر کی گئی تھی وہ گذر چکی۔ مگر نہایت قلیل عرصہ حسن اتفاق سے بقایاداران کے لئے یہ نکل آیا ہے کہ اگر وہ "وکیل المال تحریک جدید ربوہ" سے مقررہ مدت اور مقررہ رقم کی قسط ادا کرنے کی اجازت حاصل کر لیں تو ان کے نام بھی درج فہرست ہو جائیں گے۔ جیسا کہ وہ احباب جو اپنی شاندار اور نمایاں اضافہ والی قربانی کو اب اپنے موجودہ حالات کے مطابق کم کر کے دینا نہیں چاہتے۔ بلکہ اپنی اسی روائت اور اسی اعلیٰ معیار کو قائم رکھتے ہوئے قسط وار ادا کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اب وہ احباب بھی جو نا امید ہو چکے تھے کہ اب مزید مہلت نہ ہوگی ان کے لئے بھی اس قلیل ترین عرصہ میں امید کی شعاع پیدا ہو چکی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سابقون الاولون کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ "تحریک جدید" کے پہلے دس سال کا حساب یعنی ۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۴ء کا "دسویں سال" کے رجسٹر پر لکھا ہوا ہے۔ اسی "دسویں سال" کے رجسٹر سے احباب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی چٹھی ارسال کی گئی تھی۔ اور اس کے بعد سال ۱۱ سے سال ۱۹ تک کا حساب "انیسویں سال" کے رجسٹر پر لکھا گیا ہے۔

اب ان دونوں رجسٹروں سے ایک نئے "انیس سالہ رجسٹر" پر نقل کیا جاتا ہے۔ تا انیس سالہ حساب ایک رجسٹر پر آجائے اور پھر اس کے بعد کتاب میں چھپنے کے لئے لکھا جائے گا انشاء اللہ العزیز۔

ظاہر ہے کہ اس کے لئے کچھ وقت صرف ہوگا۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ ان احباب کو جو شامل ہونا چاہیں اور کوئی احمدی بھی ایسا نہیں ہو سکتا جو شامل نہ ہو۔ کیونکہ کوئی بدقسمت ہی ہوگا جو ہمیشہ زندہ رہنے والی تاریخی کتاب میں اپنا نام شامل نہ کرنا چاہتا ہو۔ پس اگر آپ بقایادار ہیں تو فوری "دفتر وکیل المال تحریک جدید" سے اجازت لے کر بقایا ادا کریں تا آپ رہ نہ جائیں۔ وکیل المال تحریک جدید

گونگوں اور بہروں کے اساتذہ کیلئے وظائف

نظارت تعلیم امسال دو لڑکوں کو دوران ٹریننگ بیس روپے ماہوار وظیفہ دے گی عرصہ ٹریننگ ۹ ماہ۔ کالج کی طرف سے وظیفہ ۳۰/- روپے ماہوار

شرائط۔ فرسٹ ڈویژن میٹرک یا ایف۔اے۔ یا ایف۔ایس۔سی سیکنڈ ڈویژن۔

خواہشمند احباب معرفت مقامی امیر جماعت اپنی درخواستیں ارسال فرمائیں۔ ایسے ٹرینڈ اساتذہ کے لئے اندرون و بیرون پاکستان مواقع ہیں۔ ناظر تعلیم ربوہ

۲ (۵) خاکسار نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہوا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ میری نمایاں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ محمد اقبال اوکاڑہ

بین الاقوامی ٹیلی ویژن

آٹھ سال پہلے ٹیلی ویژن کے پروگراموں کو بین الاقوامی طور سے نشر کرنے سے متعلق ایک امریکن انجینئر ولیم ہال سٹیڈ کے دماغ میں محض خیال ہی خیالی تھا۔ لیکن آج کل فنی ترقی کو دیکھتے ہوئے وہ دن دور نہیں جب ریاست ہائے متحدہ اور یورپ میں اس نوعیت کے پروگراموں کا باہمی تبادلہ ہوا کرے گا اور زیادہ دن نہیں لگیں گے کہ دنیا کا ہر ملک عالمی ٹیلی ویژن کی کڑیوں میں منسلک ہو جائے گا۔ کیونکہ ٹیلی ویژن کے فلمی پروگراموں کا تو اب بھی تبادلہ ہوتا ہے۔

سب سے پہلے تو سائنسدانوں کو کرۂ ارض کے اطراف ٹیلی ویژن کے سگنل بھیجنے کا مسئلہ حل کرنا چاہیئے۔ اس ضمن میں "انتشار پیغامات" (اسکیٹر پروپیگیشن) کے اصول پر آزمائش کر کے کافی ترقی کی جا چکی ہے۔ یہ طریقہ ایسا ہے جیسے کوئی تیز روشنی (سرچ لائٹ) کی شعاعیں آسمان کی طرف ڈالے۔ حالانکہ سرچ لائٹ نظر نہیں آتی لیکن روشنی کی شعاع پہاڑوں کے پیچھے سے بھی نظر آئے گی۔ اسی طرح سے ٹیلی ویژن کی لہروں کو پوری قوت سے آسمان کی طرف چھوڑنے سے بہت سے پیغامات منتشر ہو کر تین سو میل کے فاصلے کے اندر اندر وصول کئے جا سکیں گے۔

ایک دفعہ اگر اس تکنیک میں مہارت پیدا کر لی گئی تو پھر یہ کام انفرادی ممالک کا ہو گا کہ وہ ٹیلی ویژن کو ترقی دیں اور انفرادی اسٹیشن و نشر گاہیں بنا کر ساری دنیا کو ملا دیں۔

مذکورہ بالا امریکن انجینئر ولیم ہال سٹیڈ نے ٹیلی ویژن کے امدادی اسٹیشن و نشر گاہوں کا ایک راستہ تجویز کیا ہے جو نیویارک سے شروع ہو کر کناڈا ہوتا ہوا یورپ کو ملائے گا۔ اور جنوبی ایشیا تک سلسلہ بسلسلہ جڑتا ہوا جاپان پہنچ جائے گا۔ وہاں سے بحر الکاہل کے جزیروں میں امدادی اسٹیشنوں کا درمیانی فاصلہ تین سو میل کے اندر ہو گا۔ تاکہ ٹیلی ویژن کی برقی لہریں قابل اطمینان طور سے وصول کی جا سکیں۔

اس عالمی زنجیر کی بعض کڑیاں تیار ہو چکی ہیں۔ مشرق میں جزائر فلپائن، جاپان، ہوائی، نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا میں مستقل ٹیلی ویژن کے مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ ہندوستان، ترکیہ، عراق، لبنان اور مصر میں بعض اسٹیشن (نشر گاہیں) بن چکے ہیں اور بعض زیر غور ہیں۔ یورپ میں شاید ہی کوئی ملک ہو جہاں مستقل یا امتحانی طور پر ٹیلی ویژن کا اسٹیشن (نشر گاہ) قائم نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر یورپ میں گذشتہ دو سالوں سے ٹیلی ویژن قائم ہے۔ جون ۱۹۵۴ء میں آٹھ ممالک نے مل کر ٹیلی ویژن کا ایک جال قائم کیا۔ جس سے یہ آٹھوں ملک وقت واحد میں ایک ہی پروگرام کو دیکھ سکتے ہیں۔ اس کا نام انہوں نے یورو ویژن رکھا ہے۔

اس میں شریک ہونے والے ملک بلجیم، ڈنمارک، مغربی جرمنی، اٹلی، فرانس، نیدر لینڈ (ہالینڈ)، برطانیہ اور سوئٹزر لینڈ ہیں۔ ڈنمارک خارج ہو گیا ہے۔ اس کی جگہ آزمائشی طور پر آسٹریلیا شریک ہو گیا ہے۔ جب سے یہ انتظام ہوا ہے ان ممالک نے ٹیلی ویژن پر ایسے واقعات کا مشاہدہ کیا ہے جیسے سوئٹزر لینڈ میں عالمی فٹ بال کے مقابلے۔ انگلستان میں افتتاح پارلیمنٹ۔ بلجیم کا ناچ اور تازہ ترین اٹلی میں اولمپک کھیلوں کے مقابلے ۱۹۵۵ء کے اختتام تک یورو ویژن کے ہر مہینے میں ساٹھ پروگرام نشر ہوتے تھے۔ بعض ممالک کے درمیان روزانہ پروگراموں کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ ٹیلی ویژن کی نشریات کو صرف چند ممالک تک محدود رکھنے کا انتظام بھی کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ جو ممالک شریک نہ ہونا چاہیں وہ علیحدہ رہیں۔ حالانکہ یورو ویژن کا انحصار قومی ٹیلی ویژن کی سہولتوں پر ہے۔ مگر یہ گھریلو اور مقامی پروگراموں کی نشریات میں خلل انداز نہیں ہوتا۔ اس کا اپنا ایک راستہ ہے۔ یہی بات عالمی ٹیلی ویژن پر بھی صادق آتی ہے۔

یورو ویژن نے یوں تو بہت سی فنی دشواریوں پر کامیابی حاصل کی ہے۔ لیکن اس کا بہت ہی بڑا کارنامہ مختلف زبانوں کی وجہ سے جو حد بندیاں قائم ہیں ان کو توڑنا ہے۔ یہ مسئلہ بین الاقوامی ٹیلی ویژن کی نشریات کے سلسلے میں خاص طور پر قابل غور ہے۔ جہاں زبان کی وجہ سے کوئی دقت پیش آتی ہے۔ تو کسی مقامی امدادی نشر گاہ میں پروگرام کی نگرانی کرنے والا اپنے سننے والوں کی سہولت کے مد نظر خود وضاحت کر سکتا ہے۔

عالمی ٹیلی ویژن کو کامیابی اور سہولت کے ساتھ چلانے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ تمام متعلقہ ممالک کا فنی معیار یکساں ہو۔ ریاستہائے متحدہ نے ایک معیار قائم رکھنے کے لئے بہت سے ممالک کو مدد دی ہے۔ تاکہ جب عالمی نشریات کا انتظام مکمل ہو جائے تو وہ آسانی کے ساتھ اس میں حصہ لے سکیں۔

(ماخوذ)

بلیس کروڑ سے زائد رقم فلاحی محکموں پر صرف کی جائیگی

مغربی پاکستان کا بجٹ پیش کرتے ہوئے سردار عبد الرشید وزیر خزانہ کی تقریر

لاہور ۲۲ مئی۔ مغربی پاکستان کے وزیر خزانہ سردار عبد الرشید نے کل صوبائی اسمبلی میں وحدت مغربی پاکستان کا پہلا سالانہ میزانیہ پیش کیا۔ جس میں سال رواں کی آمدنی کا تخمینہ ۷۵ کروڑ ۱۳ لاکھ روپے اور اخراجات کا تخمینہ ۷۵ کروڑ ۲۱ لاکھ روپے لگایا گیا ہے اس بجٹ کا اندازہ دس لاکھ روپے ہے۔ مستقل اخراجات کا تخمینہ ۲۲ کروڑ روپے ہے۔

وزیر خزانہ سردار عبد الرشید نے اپنی تقریر میں کہا کہ مالی سال جو ابھی ختم ہوا ہے عظیم الشان اہمیت کا حامل تھا۔ آٹھ سال کی طویل جدوجہد اور کشمکش کے بعد اس سال جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کا وجود منصۂ شہود پر آیا۔ مغربی پاکستان کی مختلف انتظامی وحدتوں کا ایک ہی صوبے یعنی صوبہ مغربی پاکستان میں انضمام بھی اس سال کے اختتام پر عمل میں آیا۔ بلاشبہ اس نئی حیثیت کی وجہ سے جو ہمیں ایک صوبے اور ایک ملک کے لحاظ سے حاصل ہوئی ہے۔ صوبائی حکومت پر وسیع اور گراں بار ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں۔ لیکن ہمارا نصب العین یہ ہے کہ حتی الوسع اپنے وسائل سے کام لے کر ہم اپنے ہی دائرہ عمل کے اندر ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔

دستور کی وہ شرائط جن کا تعلق مالی ذرائع کی وفاقی اور صوبائی حکومتوں میں تعین سے ہے۔ اس صورت حال میں کسی قابل ذکر تبدیلی کا باعث نہیں ہوئیں۔ جو قانون حکومت ۱۹۳۵ء کی رو سے قائم تھی۔ تاہم اب صوبائی حکومتوں کو گراں بار ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا پڑے گا۔ ان نئی ذمہ داریوں میں بڑی صنعتیں بھی شامل ہیں۔ جو اب صوبوں کو منتقل ہو چکی ہیں۔ لیکن صنعتی پیداوار کے محاصل کلیتہً وفاقی حکومت ہی کے پاس رہیں گے۔ دیگر یہ کہ نمک سازی کی صنعت اب صوبے کو تفویض ہو گی۔ لیکن نمک کا محصول مرکزی حکومت ہی کے تصرف میں رہے گا۔ جو دوسرے اہم امور منتقل کئے گئے ہیں۔ ان میں صنعت افیون قومی اہمیت کی یادگاروں کے علاوہ دوسری تاریخی یادگاروں کی نگہداشت اور مقامی نشریات شامل ہیں۔ اسلئے یہ دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ از روئے دستور منتقل شدہ موضوعات کی وجہ سے معتد بہ زائد خرچ عائد ہو گا۔ لیکن اس کے بالمقابل صوبوں کے لئے مرکز کی طرف سے بالفعل کسی مماثل رقم محاصل کا انتقال عمل میں نہیں آیا۔ یہ امر بے حد ضروری ہے کہ وسائل کی تعیین ان ذمہ داریوں سے ہم آہنگ ہو جو از روئے دستور وفاقی اور صوبائی حکومتوں پر عائد ہوئی ہیں۔ مختصراً واقعہ یہ ہے کہ تمام بہبود و ترقی کے تمام مسائل براہ راست صوبوں کی ذمہ داری قرار دے گئے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ان کے موجودہ ذرائع محاصل محدود اور ناقابل توسیع ہیں۔

وسائل کی تقسیم

وسائل کی موجودہ تقسیم بدیہی طور پر صوبائی حکومتوں کے اپنی ذمہ داریوں سے کلی طور پر عہدہ برا ہونے میں مزاحم ہو گی جن کے لئے عوام مضطرب اور بے چین ہو رہے ہیں۔ اسلئے یہ امید کی جاتی ہے کہ قومی مالیات کا کمیشن جس کا قیام دستور کی دفعہ ۱۱۸ کے بموجب عمل میں آئے گا۔ موجودہ ناقابل اطمینان صورت حالات کا بغور جائزہ لے گا۔

حکومت مغربی پاکستان کا مطالبہ یہ ہے کہ مرکزی حکومت کو اپنی مذکورہ صدر یقین دہانی سے آگے بڑھنا چاہیئے اور صوبائی حکومت کو اس قدر رقم مہیا کرنے کی ضمانت دینی چاہیئے

باقی صفحہ پر

سپیکر نے وزیر اعلیٰ مشرقی پاکستان کو بجٹ پیش کرنے سے روک دیا

اسمبلی کا اجلاس غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا

ڈھاکہ ۲۳ مئی۔ مشرقی پاکستان اسمبلی کے بجٹ اجلاس میں پہلے روز سات گھنٹے کی گرماگرم بحث کے بعد سپیکر مسٹر عبدالحکیم نے وزیر اعلیٰ مسٹر ابوحسین سرکار کو جو خزانہ کے محکمہ کے انچارج بھی ہیں۔ ایوان کے سامنے بجٹ پیش کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا

سپیکر نے اپنے اس فیصلے کا اعلان حزب مخالفت کے دو ارکان مسٹر مجیب الرحمٰن اور مرزا غلام حافظ کے پوائنٹ آف آرڈر پر کیا۔ انہوں نے مسٹر سرکار کی طرف سے ایوان میں بجٹ پیش کرنے کی قانونی اور آئینی حیثیت کو چیلنج کیا تھا۔ اس سے پہلے سپیکر شیخ مجیب الرحمٰن کی تحریک پر یہ اعلان کر چکے تھے۔ کہ صوبہ میں خوراک کی صورت حال پر جمعہ کے روز چھ گھنٹے تک بحث ہوگی اور غور کیا جائیگا۔ سپیکر نے اسمبلی کا اجلاس غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔

سپیکر کے فیصلے کے بعد حزب اختلاف کے ممبروں نے بڑی گرم جوشی اور خوشی کا اظہار کیا۔ سرکاری بنچوں کی طرف سے احتجاجی آوازیں اٹھائی گئیں۔ لیکن وہ حزب اختلاف کے ممبروں کے شور و غل میں دب کر رہ گئیں

اس ہمہ گیر شور و غل کے بعد ایوان میں پریشان کن خاموشی محسوس کی جانے لگی۔ ارکان اسمبلی اپنی نشستیں خالی کر کے اسمبلی چیمبر میں کھڑے ہو کر ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ سپیکر کے اس فیصلے کے بعد کیا ہوگا۔ سپیکر مسٹر عبدالحکیم اپنے فیصلے کا اعلان کر کے ایوان سے فوراً باہر چلے گئے تھے۔

مختلف سیاسی حلقوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ صوبائی گورنر دفعہ ۹۳ کا آئین معطل کر کے ٹیک اوور کریں گے یا کسی اور پارٹی لیڈر کو وزارت کی تشکیل کی دعوت دی جائے گی۔ یا پھر چھ ماہ کے اندر نئے عام انتخابات کرائے جائیں گے

حزب مخالف کے لیڈر اسمبلی ہال کے باہر اسمبلی کی کارروائی سے متعلقہ قواعد استصواب پر بحث کرتے ہوئے دیکھے گئے۔ بعض نے تو یہ اعلان بھی کر دیا کہ اسمبلی کے امروزہ اجلاس نے سرکار وزارت کی قسمت کا فیصلہ کر دیا ہے۔ حزب مخالف کے ایک ممتاز رکن نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ سرکار وزارت اسمر مئی کے بعد کام نہیں کرسکے گی۔ ادھر مسٹر ابوحسین سرکار نے کہا ہے کہ اب گورنر آئین کی منظوری دیں گے۔

سپیکر نے اپنے فیصلہ میں بجٹ پیش کرنے کے انداز پر نکتہ چینی کی ہے۔ اور بجٹ پر بحث کی تکمیل کیلئے جو وقت رکھا گیا ہے۔ وہ بہت کم ہے۔ اور اس کم وقت

میں اراکین اپنی آراء ظاہر نہیں کر سکتے۔ اس طرح آراء کا قتل عام ہو جائے گا۔ میں اپنے آپ کو تاریخ میں ایسا سپیکر نہیں کہلوانا چاہتا جس نے آراء کا اس طرح قتل عام کیا ہو۔ لہٰذا میں مسٹر ابوحسین سرکار کو بجٹ پیش کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ ان حالات میں بجٹ پیش کرنے کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ اسمبلی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اور یہ محض ڈھونگ تھا۔

درخواستہائے دعا

میرے بڑے بھائی سید محمد یوسف شہزاد نے امسال "ادیب فاضل" کا امتحان دیا ہے بزرگان سلسلہ سے نمایاں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

لطف الرحمٰن ناز دفتر تعمیر ربوہ

۲۔ مکرم ملک مولا بخش صاحب پشاور کی لڑکی امسال ایف ایس سی میڈیکل فسٹ ایئر کا امتحان دے رہی ہے۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ وہ کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔

(مینیجر الفضل)

بقیہ صفحہ ۷

بیس کروڑ سے زائد رقم فلاحی محکموں پر صرف کی جائے گی۔

جوان غیر ترقی یافتہ رقبہ ہائے قلت کی آئندہ ضروری ونگز پر ترقی کے لئے درکار ہیں جو اس نئے صوبے کی تشکیل سے قبل براہ راست مرکز کی ذمہ داری متصور ہوتے تھے۔

مرکزی فہرست سے صوبائی فہرست میں انتقال موضوعات پر جلد عمل در آمد ہوگا چنانچہ متعلقہ محکمے اس سلسلے میں پوری طرح منہمک ہیں۔ تاہم سال رواں کے میزانیے میں مرکزی فہرست سے صوبائی فہرست میں صرف موضوعات زیبون نمک سازی کا انتقال ظاہر کیا گیا ہے۔ اور دستور کی رو سے عاید شدہ دیگر تبدیلیوں کی تعمیل دوران سال میں کی جائے گی۔

— باقی —

ہائیکورٹ نے سپیکر کے انتخاب کے مسئلہ پر غور کرنا منظور کر لیا

فل بنچ ۲۸ مئی کو درخواست کی سماعت کرے گا:

لاہور ۲۳ مئی۔ مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے فل بنچ نے حکم امتناعی کے اجراء کیلئے مسٹر احمد سعید کرمانی (مسلم لیگ) کی درخواست کی سماعت منظور کر لی ہے۔ اس درخواست میں مغربی پاکستان اسمبلی کے اسپیکر چوہدری فضل الٰہی کے انتخاب کے جواز کو چیلنج کیا گیا ہے۔ درخواست کی سماعت کے لئے ۲۸ مئی پیر کا دن مقرر کیا گیا ہے۔

ہائی کورٹ نے مغربی پاکستان اسمبلی کے اسپیکر چوہدری فضل الٰہی مغربی پاکستان اسمبلی کے سیکرٹری اور اسمبلی کے عارضی چیئرمین مسٹر ممتاز حسین قزلباش کے نام نوٹس جاری کر دیئے ہیں۔ عدالت عالیہ نے اس مسئلہ کی آئینی حیثیت کے پیش نظر پاکستان کے اٹارنی جنرل کے نام بھی نوٹس جاری کیا ہے۔

ہائی کورٹ کا فل بنچ چیف جسٹس محمد ایم آر رحمٰن مسٹر جسٹس ایم آر کیانی مسٹر جسٹس عبدالعزیز مسٹر جسٹس کیکاؤس اور مسٹر جسٹس اے آر چینی پر مشتمل ہے

مسٹر احمد سعید کرمانی کے وکیل چوہدری نذیر احمد خاں نے عدالت عالیہ سے کہا کہ وہ سپیکر کے نام عارضی حکم امتناعی جاری کرنے پر زور نہیں دینا چاہتے۔ آپ نے کہا ہم بجٹ کی منظوری میں حائل نہیں ہونا چاہتے۔ اس کے علاوہ ہمیں مطالبات پر بحث کے دوران اپنی مخالفت کے اظہار کا کافی موقع مل جائے گا۔

مسٹر کرمانی نے اپنی درخواست میں مغربی پاکستان اسمبلی کے سپیکر کی حیثیت سے چوہدری فضل الٰہی کے انتخاب کو چیلنج کرتے ہوئے عدالت عالیہ سے استدعا کی تھی کہ چوہدری فضل الٰہی سے کہا جائے کہ وہ سپیکر کی حیثیت سے اپنے انتخاب کا قانونی جواز پیش کریں اور مغربی پاکستان اسمبلی کے سیکرٹری اور چیئرمین کو ہدایت کی جائے کہ وہ میر محمد بخش تالپور اور مسٹر رستم روس وریانی کو ان کی مرضی کے مطابق سپیکر کے انتخاب میں ووٹ ڈالنے کی اجازت دیں۔ درخواست کے فیصلے تک چوہدری فضل الٰہی کو سپیکر کی حیثیت سے فرائض انجام دینے سے روک دیا جائے۔ اور سپیکر کا عہدہ خالی قرار دیا جائے۔

ارباب نور محمد ری پبلکن پارٹی میں شامل ہوگئے

لاہور ۲۳ مئی۔ مغربی پاکستان کابینہ کے ایک سابق رکن ارباب نور محمد خاں جو چند روز پیشتر ڈاکٹر خانصاحب کی وزارت سے مستعفی ہوگئے تھے اب ری پبلکن پارٹی میں شامل ہوگئے ہیں۔ انہوں نے مسلم لیگ کی رکنیت سے استعفا دیدیا ہے۔

ارباب نور محمد نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مسلم لیگ عامۃ الناس۔ ارباب فکر و نظر اور اراکین اسمبلی میں بدنام ہوگئی ہے۔ اور ان حالات میں پارٹی کے ضابطہ کی خلاف ورزی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

عالمی ادارہ صحت کا بجٹ

جنیوا ۲۳ مئی۔ عالمی ادارۂ صحت کی اسمبلی نے ۱۹۵۷ء کے لئے ایک کروڑ ۴۰ لاکھ ڈالر کا بجٹ منظور کر دیا۔ یہ بجٹ موجودہ سال کے بجٹ سے ۱۵ لاکھ ڈالر زیادہ ہے۔ اسمبلی نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اگر روس اور اس کے طفیلی ملک اپنا چندا ادا کر دیں اور اگلے سال عالمی ادارہ صحت کے پروگرام میں حصہ لینے لگیں تو بجٹ میں ۱۵ لاکھ ۲۵ ہزار ڈالر کا مزید اضافہ کر دیا جائے گا۔

تجارتی نرخ

صرافہ۔ سونا حاضر ۱۱۵/۰ چاندی نیزائی ۱۶۴/ چاندی نقدی ۱۶۹/۰ سکے ۱۶۵/۰ پونڈ ۸۰/۰ روپے

اجناس۔ گندم ۱۲/۹ روپے تا ۱۳/۰ چنے ۹/۸ مکئی ۱۳/۱۴ مسور ۱۱/۸ تا ۱۲/۰ دال مسور ۱۴/۱۲ نورہ ۱۸/۰ تا ۱۹/۰ مرچ ۳۳/۰ تا ۳۷/۰ گڑ ۲۶/۰ شکر ۲۹/۰ تا ۳۳/۰ کھانڈ ۴۸/۰ تا ۵۸/۰ گھی دیسی ۱۶۸/۰ روپے۔

الجزائر کے متعلق نہرو کی پانچ نکاتی تجویز

نئی دہلی ۲۳ مئی وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو نے الجزائر کا تنازعہ پر امن طور پر ختم کرنے کے لئے ایک پانچ نکاتی تجویز پیش کی ہے۔ اور امن پسند قوموں سے اپیل کی ہے کہ وہ الجزائر میں ظلم و تشدد اور خونریزی کی فوری روک تھام کے اقدامات کریں گے۔

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں